# پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے الہامی کُتب کے مطالعہ و تجزیہ کی ضرورت

ڈاکٹر محمد ریاض محمود: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات
ڈاکٹر ارشد منیر: ایسوسی ایٹ پروفیسر/چیئرمین، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

**Acknowledgement:**

This research was supported by the Thematic Research Grant Program FY2017-2018 of Higher Education Commission , Pakistan ,No.6(05)/Accad/SS&H/HEC/2018/77 Dated:04/04/2018 Titled: “Challenges to Inter-Faith Harmony In Pakistan :Strategies And Solutions in Accordance with The Basic Islamic Sources”

**Abstract:**

Inter-Faith Harmony creates and promotes justice, equality, national progress and educational evolution. Pakistan is such a unique state where the followers of different religions have their own special cultural significance. The socio-religious, political and economic perspective of Pakistan demand that the prestige of different religions must be ensured. The prevailing international current affairs and the internal national situation of Pakistan have attracted the attention of the related authorities and officials to ensure the rights of the followers of all the religions living in Pakistan. The protection and prosperity of their culture must be upheld and safeguarded. Their worship places should be secured and they should be given equal chances in public services. In this regard, it is necessary to eradicate injustice, prejudice and inequality from the society. For this purpose and environment of tolerance, forbearance and brotherhood should be created and maintained at all levels. Pakistan has a very sensitive social position where multi-religious communities exist. Pakistan is such a Muslim majority state where the religious minorities like Christians, Hindus, Sikhs, Buds, Kailash, Parses and Bhai’s also live in large numbers. The neighbors of Pakistan are of great importance for us as being a multi-religious Muslim country. Our traditional rival neighbor is a Hindu majority state where Muslims as well as the believers of other religions live. China is situated in our north which has the largest population in the world where people of most of the religions exist. Iran has its peculiar importance in the international community while Afghanistan has been facing several sensitive socio-religious situations. Pakistan’s political as well as geographical place cannot afford to face any of the religious and social prejudices. In this background, it is the need of the hour that the multidimensional ideologies of Inter-Faith harmony must be interpreted and understood. In this regard, the study and analysis of the heavenly books like Torah, Bible, Zabur and the Holy Quran must be undertaken. This research article has been presented to fulfill this scholarly need.

**Keywords**: Bible, Heavenly Books, Inter-Faith Harmony, Pakistan, Quran, Torah, Zabur.

## ا۔ موضوعِ تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پسِ منظر

بین المذاہب ہم آہنگی سے تعمیر و ترقی، عدل و انصاف اور علمی و فکری ارتقاء کے سَوتے پُھوٹتے ہیں۔ پاکستان ایک ایسی منفرد ریاست ہے جس میں مختلف مذاہب کے حاملین اپنی قدیم تہذیبی حیثیّت رکھتے ہیں۔ پاکستان کے مذہبی، سیاسی، اقتصادی اور سماجی پسِ منظر کا تقاضا ہے کہ مختلف مذاہب کے احترام کو یقینی بنایا جائے۔ عالمی حالات اور داخلی صورتِ حال نے پاکستان کے وفاداران کو ایسے سنجیدہ اقدامات اختیار کرنے کی طرف راغب کر دیا ہے جن کے نتیجے میں مختلف مذاہب کے حاملین کے حقوق کو محفوظ کیا جا سکے، اُن کی تہذیب و ثقافت کی حفاظت و ترقی کو یقینی بنایا جا سکے، اُن کی عبادت گاہیں محفوظ ہو سکیں، اُن کو ملازمتوں کے مساوی مواقع میسر آ سکیں، ان برکات کے حصول کے لئے ضروری

ہے کہ ہر سطح پر ناانصافی اور تعصُّب کو ختم کیا جائے۔ صبر و تحمل، برداشت اور امدادِ باہمی کو فروغ دیا جائے۔ مختلف مذاہب کی موجودگی کے حوالے سے پاکستان کی حیثیّت و نوعیّت بڑی حسّاس ہے۔ پاکستان میں مسلمان ایک بڑی اکثریت کے ساتھ موجود ہیں۔ اُن کے علاوہ دیگر مذاہب کے حاملین یعنی مسیحی، ہندو، سکھ، بدھ، کلاش، پارسی اور بہائی بھی موجود ہیں۔ مختلف مذاہب سے وابستگی کے ضمن میں پاکستان کے ہمسایہ ممالک کی صورتِ حال بڑی اہمیّت کی حامل ہے۔ مشرق میں بھارت ہے جس کی اکثریت ہندوؤں پر مشتمل ہے، مسلمانوں سمیت دیگر مذاہب کے حاملین بھی وہاں موجود ہیں۔ شمال میں چین ہے جس کی آبادی دُنیا میں سب سے زیادہ ہے اور اُن کے ہاں مذاہب کی کثرت ہے۔ علاوہ ازیں عالمی منظر نامے میں ایران کی اپنی ایک اہمیت ہے اور افغانستان گزشتہ چار عشروں سے حسّاسیّت سے دوچار ہے۔ پاکستان کی سیاسی وجغرافیائی حیثیّت کا تقاضا ہے کہ کسی بھی قسم کے مذہبی اشتعال اور گروہی تعصُّب کو جنم لینے سے روکا جائے۔ یہاں کسی بھی نوعیّت کی ناانصافی، امتیازی سلوک، عدمِ توازن اور مذہبی شدّت پسندی کو برداشت نہیں کیا جانا چاہیے۔ مختلف اقلیتی مذاہب کی کثیر الجہتی اہمیّت ہے۔ اس پسِ منظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کے مختلف تصورات کی تفہیم و تشریح پر توجہ دی جائے۔ اس ضمن میں الہامی کُتب یعنی تورات، انجیل اور قرآنِ مجید کا مطالعہ و تجزیہ بڑی اہمیّت کا حامل ہے۔ یہ تینوں الہامی کُتب بین المذاہب تعلقات کی خوش گواریت کے لئے انتہائی قابلِ عمل تعلیمات کی حامل ہیں۔ ان تعلیمات کے مشترکات کا مطالعہ مذہبی تعصُّب کے خاتمے کا باعث ہو سکتا ہے۔ یوں الہامی کُتب کا مطالعہ بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے نہایت مفید و مناسب ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے الہامی کُتب کے مطالعہ و تجزیہ کو رواج دیا جائے۔ زیرِ نظر مضمون اسی علمی و فکر ضرورت کی تکمیل کے پیشِ نظر ترتیب دیا گیا ہے۔

پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کا فروغ ایک ایسا علمی و تہذیبی موضوع ہے جس کے مختلف پہلوؤں پر اہلِ علم نے تحقیقی کام کیا ہے۔ پی ایچ ڈی کی سطح پر جو تحقیقی موضوعات اختیار کئے گئے اُن میں "اسلام، یہودیت اور عیسائیت کا تصور امن و جنگ اور مسلم نشاۃ"[1]، "الہامی مذاہب میں احترام آدمیت کا تقابلی جائزہ"[2]، "الہامی مذاہب میں مشترکہ اقدار (قرآن کریم اور کتاب مقدس کے تناظر میں علمی جائزہ)"[3]، "بانیان مذاہب کا تقدس: اسلامی اور سیکولر افکار کی روشنی میں تحقیقی و تقابلی مطالعہ"[4]، "برصغیر کے مسلم دورِ حکومت میں مسلم و غیر مسلم تعلقات (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)"[5]، "برصغیر کے مشہور مذاہب اور ان کی تعلیمات کے مشترکہ پہلو"[6]، "قرآن اور بائبل میں تصورِ انسان"[7]، "مطالعہ بائبل کا قرآنی تصور: مکالمہ بین المذاہب کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ"[8]، "ملتان میں مسلم مسیحی معاشرتی تعلقات: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی و تنقیدی جائزہ"[9]، "یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں امن، صلح اور جنگ کی جدوجہد کے تصور کا مطالعہ"[10]، "یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں سماجی خدمات کی ترغیب و تحریص کا تقابلی جائزہ"[11] اور "یہودی مسیحی اور مسلم تعلقات کا دینیاتی اور تاریخی جائزہ"[12] دستیاب ہو سکے ہیں۔ ایم فل کی سطح کے موضوعات میں "اہلِ کتاب سے مسلمانوں کے تعلقات (عہد نبوی تا عہد بنوامیہ)"[13]، "بدھ مت، عیسائیت اور اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا تقابلی جائزہ"[14]، "پاکستان میں غیر مسلم اقلیتیں: حیثیت و کردار"[15]، "پاکستان میں مسلم مسیحی تعلقات: ایک تحقیقی جائزہ"[16]، "سامی مذاہب کے مشترکہ عقائد و اعمال کا تحقیقی جائزہ"[17] اور "سامی مذاہب میں سلسلہ ہائے تصوف: ایک تقابلی جائزہ"[18] شامل ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی کی پاکستان میں جو اہمیت ہے اُس کا اندازہ جامعات کے تحقیقی مجلات میں شائع ہونے والے مضامین سے بھی ہوتا ہے۔ ان مضامین میں اسلام اور عیسائیت کے مشترکات: ایک تحقیقی

جائزہ"،[19] "یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں عقیدہ توحید و رسالت اور بین المذاہب ہم آہنگی"،[20] "عہدِ نبوی ﷺ میں مسلم-عیسائی تعلقات کا جائزہ"،[21] "مسیحی دینیات اور بین المذاہب تعلقات"،[22] اور "بین المذاہب ہم آہنگی کے بنیادی اصول"[23] دستیاب ہوئے ہیں۔ان تحقیقی مقالات اور مضامین میں پاکستان کے حوالے سے بین المذاہب ہم آہنگی کے بعض پہلوؤں پر یقیناً بعض معلومات ملتی ہیں مگر ان میں الہامی کُتب یعنی تورات، انجیل اور قرآنِ مجید کی تعلیمات کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔اسی علمی خلاء کو پُر کرنے کے لئے زیرِ نظر مضمون پیش کیا گیا ہے۔ مضمون پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔پہلے جُزو میں موضوعِ تحقیق کے تعارف، اہمیّت اور پسِ منظر کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔اس ضمن میں موضوع ہذا کے مختلف پہلوؤں پر ہونے والے سابقہ تحقیقی کام کو درج کیا گیا ہے نیز اس مضمون کی مختلف ضمنی عنوانات کے تحت داخلی تقسیم کو واضح کیا گیا ہے۔ دوسرے جُزو میں پاکستان کے حوالے سے بین المذاہب ہم آہنگی کی روایت کو واضح کیا گیا ہے نیز اس ضمن میں عصری مسائل و مشکلات اور تحدیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تیسرے جُزو میں بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے الہامی کُتب کا مطالعہ و تجزیہ کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔اس ضمن میں تورات، انجیل اور قرآن مجید کی انسان دوستی اور مختلف مذاہب کے احترام سے متعلق تعلیمات کو تحریر کیا گیا ہے۔ چوتھے جُزو میں دس سفارشات درج کی گئی ہیں۔ پانچواں جُزو خلاصہ بُحث پر مشتمل ہے۔

## ۲۔ پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کا فروغ: روایت اور عصری تحدّیات

بین المذاہب ہم آہنگی کا تصور مختلف مذاہب کے حاملین کے پُرامن اور خوش گوار باہمی تعلقات کے قیام پر مشتمل ہے۔اِس سے مراد ایک ایسا مثالی معاشرہ تشکیل دینا ہے جس میں بلا تفریقِ مذہب تمام لوگ امن اور خوش حالی کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی شماریاتی تقسیم کے اعتبار سے پاکستان ایک منفرد ملک ہے۔ یہاں مسلمان ایک بڑی اکثریت کے ساتھ موجود ہیں اور اُنہوں نے اِس ملک کو حاصل کرنے کے لئے طویل جدوجہد کی ہے۔اس سیاسی اور نظریاتی جدوجہد کا مرکزی نقطہ اسلام ہے۔ تحریکِ پاکستان کی جذباتی و شعوری اساس میں اسلامی فکر و فلسفہ، پیغمبرِ اسلام ﷺ کی محبت اور مسلمانوں کی سماجی و معاشی ترقی کے اجزاء و عناصر پوری قوت کے ساتھ پیوست ہیں۔ قیامِ پاکستان کے اس مذہبی و تہذیبی اور تاریخی پسِ منظر کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس ساری جدوجہد میں بعض اقلیتی مذاہب سے وابستہ لوگوں نے بھی مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ پاکستان بن جانے کے بعد مسیحیوں، ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں، بہائیوں اور دیگر مذاہب کے حاملین نے اس ریاست کے استحکام میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں مذہبی اقلیتیں اکثریتی مذہب کے حاملین یعنی مسلمانوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چل رہی ہیں۔ تعلیم، صحت، صحافت، سیاست، تجارت اور دیگر شعبہ ہائے حیات میں اقلیتوں نے اپنی صلاحیّت اور وفاداری کے بھرپور ثبوت فراہم کئے ہیں۔اِس باہمی اعتماد و تعاون کے ملک کی داخلی و خارجی صورتِ حال پر بڑے مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ تمام طبقات کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، وہ اپنے مذہبی شعار بجالانے میں مکمل طور پر آزاد ہیں، انہیں اپنی مرضی سے عبادت کرنے کی پوری اجازت ہے، ان کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں، وہ اپنے تہوار پورے جوش و جذبہ سے مناتے ہیں اور اس مذہبی آزادی کو اقوامِ عالم میں سراہا بھی جاتا ہے۔

پاکستان میں تمام مذہبی طبقات کو بھرپور آزادیاں میسر ہیں۔ لیکن بعض انتہا پسند عناصر کی وجہ سے بعض اوقات کچھ شکایات بھی پڑھنے سُننے کو ملتی ہیں۔ بعض اوقات عبادت گاہوں پر حملے کئے جاتے ہیں، مذہبی تعصُّبات کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، دیگر مذاہب سے متعلق غلط فہمیوں کا شکار ہو کر غیر ذمہ دارانہ ردِّ عمل ظاہر کیا جاتا ہے، پاکستان میں اقلیتوں کی سیاسی نمائندگی کے طریقہ کار پر بھی بعض اوقات اعتراضات کئے جاتے

ہیں، بعض انتہا پسند طبقات اسلام کے تصورِ جہاد کی من مانی تشریحات کرکے نوجوانوں کو تشدد اور نفرت پر اُبھارتے ہیں، اقلیتوں کو شکوہ ہے کہ تعلیمی نصاب کی تشکیل میں تعصُّب اور جانب داری سے کام لیا جاتا ہے، بعض مذہبی طبقات توہین آمیز اور متعصبانہ کُتب کی اشاعت مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں، ایک اہم شکایت یہ ہے کہ توہینِ مذہب کے قانون کو بعض اوقات ذاتی اَنا کی تسکین کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور ملازمتوں کے حُصول میں بھی اقلیتی برادریوں کے لوگ مسائل ومشکلات کا نسبتاً زیادہ سامنا کرتے ہیں۔ کثیر المذاہب انسانی آبادی کے حامل ملک کی حیثیّت سے پاکستان اس صورتِ حال کو برداشت نہیں کرسکتا۔ عوامی خوشحالی اور ریاستی استحکام کا تقاضا ہے بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے منظم ومربوط اقدامات کئے جائیں۔ اس ضمن میں تعلیم وتربیت اور مطالعہ وتجزیہ کا میدان بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ الہامی مذاہب کی مقدس کُتب یعنی تورات، انجیل اور قرآنِ مجید کے تقابلی وتجزیاتی مطالعات کے ذریعے صلح جُو معاشرت کا قیام عمل میں آسکتا ہے۔ اس ضمن میں بہت ضروری ہے کہ مختلف ریاستی ادارے ان علمی سرگرمیوں کو معاونت فراہم کریں۔ علماء وصوفیاء، دینی تعلیم کے ادارے، عصری جامعات، سرکاری ملازمین، اُدباء وشعراء، سیاسی جماعتیں اور غیر حکومتی تنظیمیں اس ضمن میں معاون کردار ادا کرسکتی ہیں۔ الہامی کُتب میں مذکور تعلیمات کے فروغ کے ذریعے مختلف ریاستی ادارے بین المذاہب ہم آہنگی کی مثالی منزل کو پاسکتے ہیں۔

## ۳۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے الہامی کُتب کے مطالعہ وتجزیہ کی ضرورت

مذہب حیاتِ انسانی کے اسالیب واطوار کے حقیقی محرک کا نام ہے۔ یہ اعتقاد کی وہ قوت ہے جو انسانی کردار میں ارتقاء واستحکام کا باعث ہے۔ مذہب کی اس غیر معمولی اہمیت کے باوجود اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ دُنیا میں مختلف مذہبی نقطۂ نظر رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ مذہبی معاملہ جتنا اہم ہوتا ہے اُتنا ہی حسّاس بھی ہُوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ جدید میں مذہبی آزادی بڑی اہمیت اختیار کرگئی ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی ہر ریاست، ہر علاقے اور ہر تنظیم کی ضرورت بن چکی ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے مختلف تصورات اور اُن کے پسِ منظر کو سمجھنے کے لئے الہامی کُتب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ بلاشبہ عہدِ حاضر میں الہامی کُتب پر یقین واعتماد رکھنے والوں کو اکثریت حاصل ہے۔ اس پسِ منظر میں الہامی کُتب یعنی تورات، انجیل اور قرآن مجید میں مذکور اُن تعلیمات کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے ضمن میں مؤثر ثابت ہوسکتی ہیں۔

### i. تورات

تورات کو یہود کی مذہبی کتاب کا درجہ حاصل ہے۔ مسیحیت میں بھی اس سے اخذ واستفادہ کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو اگرچہ اس کی سندی حیثیّت پر بہت سے اعتراضات ہیں لیکن الہامی کتاب کی حیثیّت سے اس کا احترام کیا جاتا ہے۔ احکامِ عشرہ کو تورات کا خلاصہ قرار دیا جائے بے جانہ ہوگا ان احکام کی بجاآوری بین المذاہب رواداری کی عظیم بُنیاد بن سکتی ہے۔ قتل، زنا، چوری اور جھوٹی گواہی کی ممانعت احکامِ عشرہ میں شامل وہ تعلیمات ہیں جن سے تمام مذاہب کے حاملین کو امن اور تحفظ کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔[24] تورات مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے حقوق کے بارے میں کیا تعلیمات فراہم کرتی ہے اس کا اندازہ اس حکم سے بخوبی کیا جاسکتا ہے:

"اگر تیرے دشمن کا بیل یا گدھا تجھے بھٹکتا ہوا ملے تو ضرور اُسے اُس کے پاس پھیر کرلے آنا۔ اگر تو اپنے دشمن کے گدھے کو بوجھ کے نیچے دبا ہُوا دیکھے اور اس کی مدد کرنے کو جی بھی نہ چاہتا ہو تو بھی ضرور اُسے مدد دینا۔"[25]

تورات نے واقف و ناواقف کسی بھی شخص پر ظلم کی اجازت نہیں دی۔ حکم ملاحظہ ہو:

"اور پردیسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ تم پردیسی کے دل کو جانتے ہو اس لئے کہ تم خود بھی ملک مصر میں پردیسی تھے۔"[26]

تورات نے پردیسی، یتیم اور بیوہ کے مقدمے کو بگاڑنے والے پر لعنت کی ہے۔[27] تورات کی تعلیم تو یہ ہے کہ اپنا لہجہ نرم رکھا جائے۔

بیان ملاحظہ ہو: "کرخت باتیں غضب انگیز ہیں۔"[28]

مزید کہا گیا: "غضبناک آدمی فتنہ برپا کرتا ہے۔"[29]

ناواقف، انجان، اجنبی اور دوسرے مذہب کے حامل شخص کے بارے میں کیسا رویہ رکھنا چاہیے، تورات کا حکم اس ضمن میں ہماری رہنمائی کرتا ہے:

"اور اگر کوئی پردیسی تیرے ساتھ تمہارے ملک میں بود و باش کرتا ہو تو تم اُسے آزار نہ پہنچانا۔ بلکہ جو پردیسی تمہارے ساتھ رہتا ہو اُسے دیسی کی مانند سمجھنا بلکہ تو اُسے اپنی مانند محبت کرنا۔ اس لئے کہ تم ملک مصر میں پردیسی تھے، میں خداوند تمہارا خُدا ہوں۔"[30]

خدا نے اپنی صفات بیان کرتے ہوئے اچھے اور پارسا آدمی کے اوصاف کو اس انداز میں واضح کیا:

"وہ یتیموں اور بیواؤں کا انصاف کرتا ہے اور پردیسی سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اسے کھانا اور کپڑا دیتا ہے۔ سو تم پردیسیوں سے محبت رکھنا کیونکہ تم بھی ملک مصر میں پردیسی تھے۔"[31]

تورات نے نیکی، انصاف، رحمدلی اور فروتنی کو کسی خاص مذہب کے حامل شخص کے ساتھ مشروط نہیں کیا۔ حکم ملاحظہ ہو:

"اے انسان اُس نے تجھ پر نیکی ظاہر کر دی ہے۔ خداوند تجھ سے اس کے سوا کیا چاہتا ہے کہ تو انصاف کرے اور رحمدلی کو عزیز رکھے اور اپنے خدا کے حضور فروتنی سے چلے؟"[32]

انسان دوستی، تحمل اور برداشت سے متعلق تورات کی تعلیمات کو اس حکم کے تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے:

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل کے تین بلکہ چار گناہوں کے سبب سے میں اس کو بے سزا نہ چھوڑوں گا کیونکہ انہوں نے صادق کو روپیہ کی خاطر اور مسکین کو جوتیوں کے جوڑے کی خاطر بیچ ڈالا۔ وہ مسکینوں کے سر پر کی گرد کا بھی لالچ رکھتے ہیں اور حلیموں کو ان کی راہ سے گمراہ کرتے ہیں۔"[33]

قہر اور غُصّہ کے بارے میں تورات کا حکم ملاحظہ ہو:

"جو قہر کرنے میں دھیما ہے پہلوان سے بہتر ہے۔ اور وہ جو اپنی روح پر ضابط ہے اُس سے جو شہر کو لے لیتا ہے۔"[34]

دوسری جگہ بیان ہُوا: "غصہ ہمیشہ بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔"[35]

تورات نے انسانی مساوات کو قائم کرنے کے لئے جو ہدایات دیں اُن کا اندازہ اس حکم سے بخوبی کیا جاسکتا ہے:

"مجمع کے لئے یعنی تمہارے لئے اور اس پردیسی کے لئے جو تم میں رہتا ہو نسل در نسل سدا ایک ہی آئین رہے گا۔ خداوند کے آگے پردیسی بھی ویسے ہی ہوں جیسے تم ہو۔ تمہارے لئے اور پردیسیوں کے لئے جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں ایک ہی شرع اور ایک ہی قانون ہو۔"[36]

تورات نے سماجی اور قانونی میدان میں ایک جیسے حقوق متعارف کرائے۔ حکم ملاحظہ ہو:

"جس شخص نے سہواً خطا کی ہو اُس کے لئے تم ایک ہی شرع رکھنا خواہ وہ بنی اسرائیل میں سے دیسی ہو یا پردیسی جو ان میں رہتا ہو لیکن جو شخص بے باک ہو کر گناہ کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی وہ خداوند کی اہانت کرتا ہے۔"[37]

## ii. انجیل

انجیل کو مسیحیت کے مذہبی ادب میں اساسی حیثیت حاصل ہے اس میں جابجا بین المذاہب ہم آہنگی کی تعلیمات ملتی ہیں۔ حلم، راست بازی، رحم دلی اور صلح جوئی کی نصیحتیں بہت سے مقامات پر ذکر کی گئی ہیں۔ انجیلی بیان ملاحظہ ہو:

"مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راست بازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خُدا کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خُدا کے بیٹے کہلائیں گے۔"[38]

انجیل میں غیر اقوام کی اہمیت اس بیان سے مزید واضح ہوتی ہے:

"پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ روح القدس ان سب پر نازل ہوا جو کلام سُن رہے تھے اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایمان دار آئے تھے وہ سب حیران ہوئے کہ غیر قوموں پر بھی روح القدس کی بخشش جاری ہوئی۔"[39]

اپنے سے مختلف فکر کے حامل شخص کے احترام کا درس دیا گیا۔ حکم ملاحظہ ہو: "ایک دوسرے کو قبول کریں۔"[40]

ایک دوسری جگہ کہا گیا: "ایک دوسرے کی بدگوئی نہ کریں۔"[41]

فروتنی، حلم، محبت، برداشت، روح کی یگانگی اور صلح جوئی کی تعلیمات کی وُسعتوں کا اندازہ اس بیان سے بخوبی کیا جا سکتا ہے:

"یعنی کمال فروتنی اور حلم کے ساتھ تحمل کر کے محبت سے ایک دوسرے کی برداشت کرو۔ اور اسی کوشش میں رہو کہ روح کی یگانگی صلح کے بند سے بندھی رہے۔"[42]

انجیل نے حق گوئی کا درس ساری انسانیت کو دیا، سب کو جھوٹ چھوڑ دینے کی تعلیم دی اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کو مستحکم کرنے کا درس دیا۔ بیان ملاحظہ ہو:

"پس جھوٹ بولنا چھوڑ کر ہر ایک شخص اپنے پڑوسی سے سچ بولے کیونکہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں۔"[43]

ایک مقام پر کہا گیا: "عزت کی رُو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھیں۔"[44]

ایک دوسرے مقام پر حکم ہے: "ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولیں۔"[45]

مثالی معاشرت کے قیام کے لئے جو تعلیمات دی گئیں وہ تمام مذاہب کے حاملین کے لئے تھیں۔ تلخ مزاجی، غصہ، شوروغل اور بدگوئی سے اجتناب کرنے کا حکم سب کو دیا گیا۔ معاف کرنے کا حکم بھی تمام مذاہب کے حاملین کے لئے ہے:

"ہر طرح کی تلخ مزاجی اور قہر اور غصہ اور شوروغل اور بدگوئی اور ہر قسم کی بدخواہی سمیت تم سے دور کی جائے۔ ایک دوسرے پر مہربان اور نرم دل ہو اور جس طرح خدا نے مسیح میں تمہارے قصور معاف کئے ہیں تم بھی ایک دوسرے کے قصور معاف کرو۔"[46]

بین المذاہب تعلقات کے استحکام کے لئے محبت کا درس دیا گیا اور عداوت سے بچنے کی تعلیم دی گئی۔ بیان ملاحظہ ہو:

"لیکن میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں اُن کا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری تحقیر کریں ان کے لئے دُعا کرو۔"[47]

انسان دوستی اور امن کے ماحول کو قائم کرنے کے لئے انجیل نے جو تعلیمات دیں اُن کا اندازہ اس بیان سے بخوبی ہو جاتا ہے:

"جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور جو تیرا چوغہ لے اس کو کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اسے دے اور جو تیرا مال لے لے اُس سے طلب نہ کر۔ اور جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ جو تمہارے ساتھ کریں تم بھی ان کے ساتھ ویسا ہی کرو۔"[48]

اعلیٰ اخلاقیات کا درس دیتے ہوئے حکم دیا گیا: "ایک دوسرے پر الزام نہ لگائیں"[49]

ایک اور حکم ملاحظہ ہو: "ایک دوسرے کو کاٹتے اور پھاڑتے نہ پھریں۔"[50]

باہمی تعلقات کی بہتری کے لئے بتایا گیا کہ دشمن سے محبت کرو، اس کے ساتھ نیکی کرو، اسے ضرورت پڑے تو اُسے قرض بھی دو، اُس پر رحم کرو۔ انجیلی بیان ملاحظہ ہو:

"مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نااُمید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہو گا اور تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہرو گے کیونکہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے۔ جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحم دل ہو۔"[51]

انجیل نے معاف کرنے کے عمل میں کسی مذہب کی تخصیص نہیں کی۔ بیان ملاحظہ ہو:

"اس لیے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا۔ اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کرے گا۔"[52]

انسانوں کے درمیان جھگڑے کو ناپسند کیا گیا اور نرمی کی تعلیم دی گئی۔ حکم ملاحظہ ہو:

"اور مناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ جھگڑا کرے بلکہ سب کے ساتھ نرمی کرے اور تعلیم دینے کے لائق اور بُردبار ہو۔"[53]

انجیل نے انسانوں کے درمیان جس محبت کو مستحکم کرنا چاہا اُس میں مذہب کی بُنیاد پر تفاوت نظر نہیں آتی۔ بیان ملاحظہ ہو:

"اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔"[54]

انجیل نے بدلہ اور انتقام کو کسی صورت پسند نہیں کیا۔ حکم ملاحظہ ہو:

"جو لوگ ہمارے ساتھ برائی کرتے ہیں اُن کی برداشت کریں اور اُن سے بدلہ نہ لیں۔"[55]

عدل واحسان کے مثالی ماحول کو قائم کرنے کے لئے اہم تعلیمات دی گئیں۔ بیان ملاحظہ ہو:

"تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اسے لے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔"[56]

دوسرے لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تعلیم ان الفاظ میں دی گئی:

"جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔"[57]

مسیحی معاشرت کی تفہیم کے لئے یہ انجیلی بیان بڑا اہم ہے:

"لیکن تو نے تعلیم، چال چلن، ارادہ، ایمان، تحمل، محبت، صبر، ستائے جانے اور دکھ اُٹھانے میں میرے پیروی کی۔"[58]

انجیل میں حکمت پر مبنی معاشرت کے قیام کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بے وقوفوں کے سوالات کے جوابات دینے سے پرہیز کرنے کی تعلیم دی گئی، نسب ناموں پر اِترانے سے منع کیا گیا، لڑائی جھگڑے کو ناپسند کیا گیا۔ ایسی حرکات کو لاحاصل اور بے فائدہ قرار دیا گیا۔[59] محبت کے فروغ کی تعلیم دی گئی، مسافر کے احترام کا درس دیا گیا، قیدیوں کے حقوق کا خیال کرنے کا حکم دیا گیا اور کہا گیا کہ جن کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے ان کو بھی یہ سمجھ کر یاد رکھو کہ وہ بھی ہماری طرح کے ہی انسان ہیں اور ہمارے ہی جیسا اُن کا جسم ہے۔[60] انجیل نے خدا اور بندوں کی محبت کو لازم وملزوم قرار دیا ہے۔ بیان ملاحظہ ہو:

"اے عزیزو! جب خدا نے ہم سے ایسی محبت کی تو ہم پر بھی ایک دوسرے سے محبت رکھنا فرض ہے۔ خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے۔ اور اس کی محبت ہمارے دل میں کامل ہو گئی ہے۔"[61]

قابلِ غور امر یہ ہے کہ انسان دوستی اور خیر خواہی سے متعلق یہ تمام تعلیمات بلا امتیازِ مذہب وعقیدہ بیان کی گئی ہیں۔ انجیل کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ حُسنِ اخلاق، انسان دوستی، رحم، معاف کر دینا، عدل وانصاف اور عیب جوئی سے پرہیز کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ایسا مثالی معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی کے تصورات کا حقیقی معنی میں آئینہ دار ہو۔

## iii. قرآن مجید

قرآنِ مجید ساری انسانیت کے لئے امن وسلامتی اور پُر امن بقائے باہمی کا داعی ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴾[62]

"اور ہم نے اولادِ آدم کو عزت عطا کی، خشکی اور تری میں اسے سواری عطا کی،اُسے صاف سُتھری اشیاء سے رزق دیااور اپنی بہت سی مخلوقات پر ان کو فضیلت دی۔"

قرآن نے انسانوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔فرمان ملاحظہ ہو:

﴿ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ﴾[63]

"اس وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ بیشک شان یہ ہے کہ جس نے قتل کیا کسی نفس کو بغیر کسی جان کے بدلے کے یا بغیر زمین میں فساد کرنے کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا۔اور جس نے زندہ رکھا اس ایک جان کو، پس گویا کہ اس نے زندہ رکھا سب لوگوں کو۔اور البتہ تحقیق آئے ہیں ان لوگوں کے پاس ہمارے رسول واضح باتیں لے کر، پھر بہت سے ان میں سے اس کے بعد زمین میں البتہ اسراف کرنے والے ہیں۔"

قرآنی تعلیمات کا مزاج یہ ہے کہ جو لوگ دین کے معاملے میں لڑائی جھگڑا نہ کریں اُن سے خوب حُسن سلوک کیا جائے۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿ لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾[64]

"نہیں منع کرتا اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے جو تم سے نہیں لڑے دین کے معاملہ میں اور تمہیں نہیں نکالا تمہارے گھروں سے کہ تم ان سے نیکی کا سلوک کرو۔اور ان کے ساتھ انصاف کرو، بیشک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔"

غیر مسلم پڑوسی اور غیر مسلم والدین کے حقوق بھی محفوظ کئے ہیں قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴾[65]

"اور اللہ کی عبادت کرو،اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤاور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور قرابت داروں کے ساتھ اور یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ اور قریب والے ہمسائے کے

ساتھ اور اجنبی ہمسائے کے ساتھ اور پاس بیٹھنے والے کے ساتھ اور مسافر کے ساتھ اور کہ جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہیں، ان کے ساتھ بیشک اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو بڑائی کرنے والا ہے اور فخر کرتا ہے۔"

علامہ قرطبیؒ نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے کہ پڑوسی اور والدین کے حقوق میں کافر یا مسلمان کی کوئی قید نہیں۔[66] پیغمبرِ اسلام ﷺ کے بارے میں قرآن نے بتایا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں یعنی مسلم و غیر مسلم سب کے لئے رحمت ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ﴾[67]

"اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں (اے پیغمبر!) مگر رحمت کرنے کے لئے تمام جہانوں پر۔"

قرآنِ مجید نے تبلیغِ اسلام کے لئے احترامِ انسانیت کے اصولوں کی پاسداری کو لازم قرار دیا۔ ارشاد ہے:

﴿ ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴾[68]

"آپ دعوت دیں اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور جھگڑا کریں ان سے اس بات کے ساتھ جو بہتر ہے، بیشک تیرا پروردگار بہتر جانتا ہے اس کو جو اس کے راستے سے بہک گیا اور وہ بہتر جانتا ہے ہدایت والوں کو۔"

قرآنِ مجید نے ہمیشہ مشترک نکات پر تعاون کرنے کی تعلیم دی۔ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴾[69]

"اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے، اے اہل کتاب! آؤ ایک کلمے کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان برابر (مسلم) ہے۔ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور نہ بنائیں ہم میں سے بعض بعض کو رب اللہ کے سوا۔ پس اگر یہ لوگ اعراض کریں (قبول نہ کریں) تو (اے مسلمانو!) تم ان سے کہہ دو، تم گواہ رہو، بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔"

قرآنِ مجید نے دیگر ادیان کے خداؤں کو بھی بُرا بھلا کہنے سے منع کیا ہے۔ ارشاد ہے:

( وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ )[70]

"اور (اے اہلِ ایمان!) تم بُرا نہ کہو ان کو جن کی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا۔ پس وہ بُرا کہنے لگیں گے اللہ تعالیٰ کو تجاوز کرتے ہوئے نادانی سے۔ اسی طرح ہم نے مزین کیا ہے ہر امت کے لیے ان کا عمل۔ پھر ان کا اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے، پس وہ بتلا دے گا ان کو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔"

قرآنِ مجید نے واضح کیا کہ دین کے معاملات میں کوئی جبر نہیں۔ ارشاد ہے:

﴿ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ﴾[71]

"دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں۔"

الہامی کُتب کے مطالعہ سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہ تعصّب و نفرت سے گریز کی تعلیم دیتی ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے ان کی بیان کردہ تعلیمات آج بھی قابلِ عمل ہیں۔ تینوں الہامی کُتب میں صدق گوئی، ایفائے عہد، سخاوت وفیاضی، صبر و تحمل، خودداری و شجاعت اور فرض شناسی کی تعلیمات دی گئی ہیں۔ ان کُتب میں بلا امتیازِ مذہب اخلاقی برائیوں سے اجتناب کی تعلیم دی گئی ہے۔ اقوامِ عالم الہامی مذاہب کی تعلیمات پر عمل کر کے بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دے سکتی ہیں۔

**۴۔ سفارشات**

i۔ پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے مختلف طبقات کے علماء و مفکرین کی کوششوں میں نظم و ربط پیدا کرنے کے لئے سنجیدہ اقدامات کئے جائیں۔

ii۔ دینی تعلیم کے اداروں اور عصری جامعات میں مختلف مذاہب کی کُتب کے مطالعہ و تجزیہ کو رواج دیا جائے۔

iii۔ مذہبی پسِ منظر کی حامل مختلف کُتب کے مشترکات کو علمی مجالس میں زیرِ بحث لایا جائے۔

iv۔ مذہبی رواداری کے مختلف تصورات کی ترویج کے لئے اُدباء و شعراء اور اساتذہ کو ترغیبات دی جائیں۔

v۔ سوشل میڈیا کے ذریعے کثیر المذاہب معاشرت کے آداب واطوار کی تعلیم دی جائے۔

vi۔ سیاسی جماعتوں کو پابند بنایا جائے کہ وہ مذہبی اقلیتوں کو سیاسی وانتخابی اداروں میں بھرپور شرکت کے مواقع فراہم کریں۔

vii۔ علمی رسائل و جرائد اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے مختلف مذاہب کے مشترک نکات کی تشہیر اور اشاعت کی جائے۔

viii۔ مذہبی آزادی کی اہمیت کو تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے۔

ix۔ امن اور احترامِ آدمیت سے متعلق مختلف مذاہب کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔

x۔ پاکستان میں بین المذاہب ہم آہنگی کے ماحول کو تشکیل دینے کے لئے عالمی اداروں اور مختلف مذاہب کی تنظیموں سے بھرپور مشاورت کی جائے۔

## ۵۔ خلاصۂ بحث

پاکستان کی تعمیر و ترقی اور اس کے داخلی وخارجی استحکام کا ناگزیر تقاضا ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کی ترویج کے لئے بھرپور اقدامات کئے جائیں۔ مختلف مذاہب کے حاملین کے درمیان تعلیمات کو اعتماد، تعاون اور صبر و برداشت پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ پاکستانی عوام اور اس کے

ادارے اسی فکر وشعور کے تحت انسان دوستی، امن اور ریاستی استحکام کو یقینی بنانے کے لئے پُرعزم ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی کو مستحکم کرنے کے لئے مسلمانوں کو دیگر مذاہب کے حاملین کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ اس پسِ منظر میں الہامی کُتب کا مطالعہ وتجزیہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ تعلیم وتربیت ہی وہ میدان ہے جس سے نسلِ نو کو پُرامن معاشرت کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔ تورات، انجیل اور قرآنِ مجید میں امن اور خوش حالی پر مبنی ایسی تعلیمات دی گئی ہیں جن پر عمل کرکے مختلف مذاہب کے حاملین کے درمیان بہترین اور مفید تعلقات کو قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس پسِ منظر میں الہامی کُتب کا مطالعہ غیر معمولی اہمیّت کا حامل ہے۔ تورات نے احکامِ عشرہ کے ذریعے بین المذاہب رواداری کی راہ ہموار کی۔ کسی بھی مذہب کے حامل کو قتل کرنا، زنا کرنا، چوری کرنا اور جھوٹی گواہی دینا ایسے اُمور ہیں جن سے بہر صورت بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ انجیل نے عدل، مساوات، رحم دلی، صلح جوئی، حلم اور راست بازی کو اختیار کرنے کی واضح تعلیمات دی ہیں۔ قرآنِ مجید حُسنِ اخلاق کے تمام پہلوؤں کا جامع ہے۔ یہ امن، انصاف، صدق، فیاضی اور احسان ومروت کا درس دیتا ہے۔ مسلمانوں نے قرآنی تعلیمات پر عمل کرکے بین المذاہب معاشرت کی بہترین مثالیں مختلف زمانوں اور علاقوں میں قائم کی ہیں۔ تمام گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ مذہبی رواداری کے فروغ کے لئے علماء، مفکرین، سیاست دان، اُدباء، شعراء اور دیگر علمی وسیاسی طبقات مربوط ومنظم اقدامات کریں۔ اس ضمن میں تورات، انجیل اور قرآنِ مجید کے علاوہ دیگر مذاہب کی تعلیمات کے مطالعہ وتجزیہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ مختلف مذاہب کی تعلیمات کے مطالعہ سے تعصُّب کا خاتمہ ہوگا اور علمی رسوخ حاصل ہوگا۔ بلاشبہ مذہب کے میدان میں تقابلی وتجزیاتی مطالعات کی مدد سے بین المذاہب معاشرت کو امن واستحکام اور حُسن وخوبی کی نعمتوں سے سرفراز کیا جاسکتا ہے۔

## حواشی وحوالہ جات

1 مقالہ نگار: رانا تنویر قاسم بن محمد یوسف، نگرانِ تحقیق: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت، شعبہ علومِ اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف بہاول پور، سنِ تکمیل: ۲۰۱۴ء

2 مقالہ نگار: محمد افضل جوہر، نگرانِ کار پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، شعبہ علومِ اسلامیہ (تقابل ادیان) دی یونیورسٹی آف فیصل آباد، سنِ تکمیل: ۲۰۱۱ء، صفحات: ۶۳۰

3 مقالہ نگار: آسیہ رشید، نگرانِ تحقیق: ڈاکٹر عبدالغفار بخاری، شعبہ علومِ اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد، پاکستان، سنِ تکمیل: ۲۰۱۱ء

4 مقالہ نگار: حافظہ ام سلمیٰ، نگرانِ تحقیق: ڈاکٹر غلام شمس الرحمٰن، شعبہ علومِ اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، صوبہ پنجاب، پاکستان، سنِ منظوری: ۲۰۱۳ء

5 مقالہ نگار: منزہ حیات، نگرانِ تحقیق: پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن، شعبہ علومِ اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، سیشن: ۲۰۰۵ء۔ ۲۰۱۱ء، سنِ تکمیل: ۲۰۱۳ء

6 مقالہ نگار: غلام حسین بن محمد دین، نگرانِ تحقیق: ڈاکٹر ابرار محی الدین مرزا، شعبہ علومِ اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، سیشن: ۲۰۰۷ء- ۲۰۱۰ء

7 مقالہ نگار: محمد عاصم خان، نگران: ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی، شعبہ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، اترپردیش، انڈیا، ۲۰۱۰ء

8 مقالہ نگار: حافظہ نبلہ خاکوانی، نگرانِ تحقیق: پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن، شعبہ علومِ اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، سنِ داخلہ: ۲۰۰۷ء، سنِ تکمیل: ۲۰۱۵ء

9 مقالہ نگار: محمد عرفان واحد، نگرانِ تحقیق: پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب، شعبہ علومِ اسلامیہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، سنِ منظوری: ۲۰۱۵ء (زیرِ تحقیق)

10 مقالہ نگار: جمشید علی، نگرانِ تحقیق: ڈاکٹر ضیاالله الازہری، شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی، پشاور، داخلہ: ۲۰۰۳ء، سنِ تکمیل: ۲۰۱۶ء

11 مقالہ نگار: سمیع الحق، نگرانِ کار: پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء، شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی، سنِ تکمیل: ۲۰۱۶ء

12 مقالہ نگار: فرح ناز، نگرانِ تحقیق: ڈاکٹر مشتاق احمد، شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی، ۲۰۱۵ء

13 مقالہ نگار: عبدالرؤف باجوہ، نگرانِ کار: پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، شعبہ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، ۲۰۱۴ء

14 مقالہ نگار: میاں مجاہد شاہ بن محمد طاہر شاہ، نگران پروفیسر ڈاکٹر نیاز محمد، شعبہ علومِ اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان، سیشن: ۲۰۱۴ء- ۲۰۱۵ء سنِ تکمیل ۲۰۱۷ء

15 مقالہ نگار: ناصرہ اکبر، نگرانِ کار: ڈاکٹر ممتاز احمد سالک، ادارہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۲۰۰۶ء

16 مقالہ نگار: یاسمین اختر، نگرانِ تحقیق: ڈاکٹر جمیلہ شوکت، شیخ زاید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف پنجاب، ۲۰۰۶ء

17 مقالہ نگار: نوید اظہر، نگرانِ تحقیق: ڈاکٹر عبدالرشید، شعبہ علومِ اسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد سیشن: ۲۰۰۷ء— ۲۰۰۹ء

18 مقالہ نگار: غلام مصطفی، نگران: ڈاکٹر ابرار محی الدین مرزا، شعبہ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، سیشن: ۲۰۱۴ء— ۲۰۱۶ء

19 اشفاق احمد ممتاز خان، تہذیب الافکار، ادیان ومذاہب، عیسائیت، مشترکات، شمارہ نمبر: ۲، جلد: ۳، ۲۰۱۶ء، ص: ۴۵-۴۶

20 ڈاکٹر نور حیات خان، سمیع الحق، پشاور اسلامکس، شمارہ نمبر: ۱، جلد نمبر: ۶، ۲۰۱۵، ص: ۴۹-۶۶

21 ڈاکٹر محمود الحسن عارف، السیرۃ عالمی، شمارہ نمبر: ۱۴، جلد: ۲۰۰۵، ۱۴ء، ص: ۳۲۷-۳۷۰

22 فرح ناز، الایضاح، شمارہ نمبر: ۳۱، جلد: ۳۱، ۲۰۱۵ء، ص: ۱۸۸-۱۹۷

23 عبد القدوس صہیب، الثقافۃ الاسلامیہ، شمارہ خاص، ص: ۱۱۴-۹۸

24 خروج۲۰: ۱۳

25 خروج۲۳: ۴-۵

26 خروج۲۳: ۹

27 استثناء۲۷: ۱۹

28 امثال۱۵: ۱

29 امثال۱۵: ۱۸

30 احبار۱۹: ۳۳-۳۴

31 استثنا۱۰ : ۱۸-۱۹

32 میکاہ۶: ۸

33 عاموس۲: ۶-۷

34 امثال۱۶: ۳۲

35 آستر۳: ۶

36 گنتی۱۵ :۱۵-۱۶

37 گنتی۱۵: ۲۹-۳۰

38 متی۵: ۵-۹

39 اعمال۱۰: ۴۴-۴۵

40 رومیوں۱۵: ۷

41 یعقوب۴: ۱۱

42 اِفیسیوں۴: ۲-۳

43 اِفیسیوں۴: ۲۵

44 رومیوں۱۲: ۱۰

45 کلیسوں۳: ۹

46 اِفیسیوں۴: ۳۱-۳۲

47 لوقا۶: ۲۷-۲۸

48 لوقا۶ :۲۹-۳۱

49 رومیوں۱۴: ۱۳

50 گلتیوں۵: ۱۵

51 لوقا۶: ۳۵-۳۶

52 متی۶: ۱۴-۱۵

53 تیمتھیس۲: ۲۴

54 لوقا۶: ۳۲-۳۳

55 ا۔پطرس۲: ۲۳

56 متی۵: ۳۸-۴۱

57 متی۷ : ۱۲

58 تیمتھیس۳: ۱۰

59 طِطُس۹:۳

60 عبرانیوں۱۳: ۱-۳

61 یوحنا کا پہلا عام خط۴: ۱۱-۱۲

62 الاسراء۱۷ : ۷۰

63 المائدہ۵ :۳۲

64 الممتحنۃ۶۰: ۸

65 النساء۴: ۳۶

66 القرطبی، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين (م۶۷۱ھ)،الجامع الاحکام القرآن،القاہرہ، دارالکتب المصریہ،۱۹۷۶ء،ج:۵،ص:۱۸۲

67 الانبیاء۲۱: ۱۰۷

68 ا النحل۱۶: ۱۲۵

69 آلِ عمران۳ : ۶۴

70 الانعام۶: ۱۰۸

71 البقرۃ۲: ۲۵۶